TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222139
UNIVERSAL LIBRARY

کتب خانہ [illegible]

مخزن فضلی

آئینۂ فراست

1978

ابتدائی تصنیف عالیجناب میر محمد حسین صاحب مرحوم

ایم۔ آر۔ اے۔ سی۔ فیلو آف دی

الہ آباد یونیورسٹی

ڈائرکٹر زراعت و تجارت گورنمنٹ نظام

بغرض یادگار مصنّف مرحوم

محمد رحمت اللہ رعد کے

نامی پریس کانپور میں چھپوائی گئی

ایکہزار جلدین

قیمت فی جلد ۲ر

اعلان

یہ مختصر مضمون مرحوم مصنف کی لیاقت علمی اور وسعت نظر کے انداز کے لیے پبلک مین نہین پیش کیا جاتا ہے بلکہ اس مطلب کے واسطے کہ جناب مرحوم کا سفرنامہ لندن موسومہ

میر محمد حسین مسافر لندن عنقریب چھاپ کر شائع کیا جائیگا۔

مرحوم مصنف نے یہ مضمون طلبہ مدارس دیہاتی مین لٹریچر (ادب) کا مذاق پیدا کرنے کی غرض سے حسب فرمائش افسران سررشتہ تعلیم تحریر کر کے ایجوکیشنل گزٹ[1] ودہ مین بصیغہ مراسلہ شائع کیا تھا گورنمنٹ نے اس مضمون کی بہت قدردانی کی اور مبلغ پچاس روپیہ پیشگاہ صاحب ڈائرکٹر پبلک[2] انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی سے بجلدوے تصنیف ہذا مرحمت ہوئے اور پانچ سو جلدین خرید فرمائی گئین۔ اسکے بعد بھی کئی بار یہ مضمون بصورت رسالہ حسب فرمائش سررشتہ تعلیم شائع ہوا۔

چونکہ سلسلہ تصانیف جناب مرحوم مین یہ قدیم اور مختصر لیکن دلچسپ و دلاویز اور ایک مفید عام تصنیف ہے لہذا سب سے پہلے یہی چھاپ کر ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے تاکہ اوسکی فروخت سے سرمایے مین اضافہ ہو۔ ہمین اپنے ناظرین سے توقع ہے کہ وہ بھی تصنیف ہذا کو اوسی نظر سے ملاحظہ فرمائین گے کہ جس نظر سے یہ مضمون تصنیف ہوا تھا۔

---

[1] پروانہ نمبر ۱۷۱ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۶۹ء [2] پروانہ نمبر ۲۷۱ مورخہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء۔

ڈیڈی کیشن

یہ رسالۂ افادت مقالہ بنظرِ اظہارِ فدویتِ قدیمی و اعلانِ عقیدتِ صمیمی

بنامِ نامی

مرکزِ دائرۂ جاہ و جلال نقطۂ پرگارِ فضل و کمال چشم و چراغِ ماہ و خورشید

رنگ و بوی بہارِ اُمید چمن آرای حدیقۂ سواد و سرورِ انجمن افروز دودۂ تیمور چغفر پرور

ابو النصر نصیر الدین میرزا محمد ہمایون قدر گورگانی ادام اللہ اقبالہ و جلالہ

معنون و مزین ہے

مولوی میر محمد حسین صاحب مرحوم

ایم آر اے سی فیلو آف دی الہ آباد یونیورسٹی

ناظم زراعت ریاست حیدرآباد دکن

آپکا سلسلۂ خاندان امام ہفتم حضرت موسی کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے - آپکے بزرگوں نے خلفای عباسیہ
ظلم سے ترک وطن فرما کر پہلے یمن مین پھر ترکستان مین بعدہ شریعت آباد
حدود خوست مضافات بدخشان مین قیام فرمایا

آپکے پردادا سید عرفشاہ صاحب کے
والد جد سید میرک شاہ صاحب
عہد سلطان فرخ سیر مین
باستدعای سلطانی
ہندوستان مین تشریف
لائے آپکے داد اسید
حسین شاہ صاحب متخلص بہ حقیقت
انکے منجھلے بیٹے تھے جنکی تصنیفات سے
کتاب تحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وغیرہ ہین آپ ہمراہ کرنل کٹ منر چینا پٹن
عرف مدراس تشریف لیگئے اور وہین آپنے انتقال فرمایا - آپکے بیٹے سید محسن علیصاحب متخلص محسن
مولف تذکرہ سراپا سخن بڑے ادیب اور شاعر - درویش منش اور رند از فاصل تھے - آپکی والدہ ماجدہ کو اپنے شوہر کی
عمدہ خدمات کے صلہ مین معقول پنشن خزانہ رزیڈنسی لکھنؤ سے ملتی رہی اور جمع ہوئی پنشن سے ایک رقم کثیر ملی تھی
جسکا کچھ حصہ محسن علیصاحب کی تعلیم اور کچھ تجارت کے خسارے مین صرف ہوگیا - سید محسن علیصاحب نے

ایک بیٹی اور چار بیٹے چھوڑے اُنمین سب سے بڑے سید محمد حسین صاحب تھے یہ ۲۶ نومبر ۱۸۴۸ء بروز شنبہ وقت گیارہ بجے شب کو بمقام لکھنو محلہ شاہ گنج پیدا ہوئے - لاغری اور ناتوانی کے باعث آپ کی تعلیم مستقل طور سے ساتوین برس شروع ہوئی - غدر کے بعد ایک ٹین کی تھالی پر انگریزی حروف مفردات دیکھکر آپ کو انگریزی پڑھنے کا شوق ہوا اور لا مارٹینیر کالج سے انگریزی کی پہلی کتاب منگوا کے پوشیدہ طور پر پڑھنے لگے - جب آپ کے والد کو اس امر سے اطلاع ہوئی تو اُنھون نے بخوشی کالج مین نام لکھوانے کی اجازت دیدی - اس کالج مین اُس وقت اہل ہند کو صرف ابتدائی تعلیم زبان انگریزی کی دی جاتی تھی -

تین برس تحصیل علم کے بعد آپ نے سررشتہ تعلیم اودھ کے سلسلۂ ملازمت مین اسسٹنٹ ٹیچری ضلع اسکول راے بریلی سے عہدۂ ڈپٹی انسپکٹری مدارس تک ترقی کی - فن زراعت کی تحصیل کا شوق آپ کو مدت سے تھا اب موقع ملا - انگلستان تشریف لیجا کر سوا دو برس کی تعلیم کے بعد وہان کے دارالعلم زراعت سیرنسسٹر کمین درجۂ اول کا ڈپلومہ اور طلائی تمغہ حاصل کیا وہان سے مراجعت کے بعد آپ ممالک مغربی و شمالی کے محکمۂ کاغذات دیہی و زراعت مین اسسٹنٹ ڈائرکٹر مقرر ہوئے - یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو گورنمنٹ نظام مین بعہدۂ ناظم (ڈائرکٹر) زراعت فائز ہوئے - ڈھائی برس وہان کی خدمات کے انجام دینے مین ایسی محنت شاقہ کی کہ تندرستی کھودی نو مہینے ملیریا فیور مین مبتلا رہکر بارہ جون ۱۸۹۴ء بروز شنبہ علی الصباح ساڑھے پانچ بجے بمقام لکھنو محلہ شاہ گنج مین انتقال فرمایا اور اُسی محلے مین دفن بھی ہوئے تاریخ وفات یہ ہے

ع ساتھ اپنے زینت علم زراعت لے گئے - ۱۸۹۴ء

آپکی تصنیفات سے کتاب "آئینۂ فرحت" "سفرنامۂ لندن"، وغیرہ اردو مین اور "ہماری مشکلات و حاجات" "رسالہ تعلیم ابتدائی" "رسالہ اسباب قحط" وغیرہ انگریزی مین یادگار ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند | آن اکہ عقل بیش غم روزگار بیش

مشفق من پنڈت شیونراین صاحب اڈیٹر اُردو میگزین سلامت۔

بعد حمد خالق لیل و نہار مدعا نگار ہون کہ آج صبح کو نیازمند نے تڑکے حسب معمول جب مقام سے کوچ کیا اور دوسری منزل کا راستہ لیا۔ اُسوقت سردی کی یہ گرم بازاری تھی کہ آفتاب لبادہ ابر سے تمام بدن چھپائے تھا اُسپر کانپتا تھا ہر ایک پرند اپنے آشیانے مین دبکا ہوا پڑا تھا مگر مارے جاڑے کے پتّون سے اپنا بدن ڈھانپتا تھا۔ ہوا کی شدت سے

درخت میدان مین تھراتے تھے پتّون کی کھڑکھڑاہٹ سے
ثابت تھا کہ سردی کے مارے گویا اُن کے دانت کڑکڑاتے
تھے۔ اگرچہ اطفال نباتات آغوش مین دایۂ زمین کے برف کا
بالاپوش اوڑھے دبے ہوئے پڑے تھے مگر اُسپر بھی خنکی کی
شدّت سے سبزۂ خوابیدہ کے رونگٹے کھڑے تھے۔ ہر ایک
سنگریزہ زمین کا اولے پر دانت کھولے ہنستا تھا کُہرا ایسا
پڑتا تھا کہ گویا برف کا مینھ برستا تھا۔ نیازمند سراپا مثل مینۂ ابر
کے روئی سے بدن چھپائے ہاتھ بغلون کے نیچے دبائے
گرم رفتار تھا اُسپر بھی سردی کی شدت سے دل ہلتا تھا جان
سے بیزار تھا۔ سوا سردی کے اور کوئی اُس سنسان
میدان مین دھیان بٹانے والا نہ تھا تنہائی مین دل سے
باتین کرتا ہوا انواع طرح کے منصوبے گڑھتا ہوا چلا جاتا تھا
کبھی اِس دارِ ناپائدار کی بے ثباتی کا خیال ہوا کبھی اپنی غفلت

پر ملال ہوا۔ کبھی اساتذہ کے اشعار پڑھے یہ راہ کاٹنے کی سبیل نکالی کسی شعر کی خود ہی تعریف کی کسی کے معنی مین دلیل نکالی۔ اسی اثنا مین یہ شعر ایک استاد کا یاد آیا ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند	آن را کہ عقل بیش غم روزگار بیش

اسکو پڑھتے ہی معنی کے سوچ مین سر جھکایا عقل کو یہ بات پسند نہ آئی اس شعر کو سن کے بہت ناک بھون چڑھائی دل سے کہنے لگی کہ یہ شعر محض بے معنی ہے حماقت کی نشانی ہے یہ دعوے بالکل بے دلیل ہے کب کوئی اسکو تسلیم کرے گا اگر عقیل ہے عقل انسان کو اسواسطے خالق نے دی ہے کہ رنج و محن سے بچے نہ یہ کہ عقل کے باعث سے الٹا اسی بلا مین پڑے عقل ہی کے سبب سے انسان ضعیف البنیان نے خطاب اشرف المخلوقات کا پایا اسی کی وجہ سے اہل خرد نے ہزارون علم و فن ایجاد کر کے خالق کائنات کی قدرت کا تماشا دکھایا

اگر عقل نہ ہوتی تو کیونکر آدمی زندانِ غم مین پھنس کے پھر نکلنے
پاتا اگر یہ اعانت نہ کرتی تو کس طرح انسان بالینِ اندوہ پر
سر رکھکے پھر اُٹھاتا - یہی زنگِ غم آئینۂ دل سے دور کرتی ہے
طبیعت سرور کرتی ہے - القصہ دل سے یہ باتین کرتا گرتا پڑتا
قدم بڑھائے منزل پر پہونچنے کی دُھن مین چلا جاتا تھا اتفاقاً
ایک سمت سے ایک مردِ مسن رسیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ چلا
آتا تھا قریب پہونچ کے سلام علیک کی اور پرسان حال ہوا
اُس میدانِ ویران مین ہم جنس کی صورت دیکھکر میرا غم غلط
ہوا دل بحال ہوا - جدھر مجکو جانا تھا اتفاقاً اُسی سمت وہ بھی
روانہ ہوا - اب ایک سے دو ہوئے تنہائی کا رنج کٹا دھیان بٹا -
راہ مین وہ پیرِ روشن ضمیر ادھر اودھر کی باتین کرنے لگا مگر
چونکہ مین اُس شعر کے معنی کی فکر مین تھا اسی سبب کوئی بات اسکی سنی اور
کسی کا جواب نہ دیا وہ دور اندیش تاڑ گیا کہ اِسکو کچھ فکر درپیش ہے

جب ہی بات کا جواب شافی یہ نہیں دیتا ۔ باعث فکر اُسے
استفسار کیا اُسکو مردِ سنجیدہ سمجھکے مین نے وہ خوشی بیان کی
وہ شعر پڑھا اور سارا مطلب اظہار کیا ۔ سُنکے کہنے لگا کہ تیرا اعتراض
بیجا ہے کسی بڑے پختہ مغز نے یہ شعر کہا ہے ۔ اگر خامِ خیالی سے
تیری عقلِ ناقص اُسکے معنی تک رسائی نہ کرے تو اُسکا قصور ہے
مصنف بیچارے پر اعتراض کیا ضرور ہے ۔ مین تجھکو اُسکی
شرح بتاؤن معنی سمجھاؤن ۔ واقعی دنیا مین عقل انسان کی دشمن
ہے یہی باعثِ رنج و محن ہے ۔ ذی شعورون کو فکرِ معاش آسودگی کی
تلاش ہر دم سوہانِ روح ہے اسی غم مین عمر دن رات گذرتی ہے
غیر ذوی العقول کو نہ غمِ امروز نہ خوشی فردا روز و شب کلیلیں کرتے ہین
عجب آسودگی سے اوقات گذرتی ہے ۔ حرص و بخل فکرِ [illegible]
خود غرضی و خود پسندی یہ سب عقل کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہین بہائم
اور دیوانہ جو اس سے بہرہ مند نہین وہ ان سب عیبون سے

مبرا ہین - مگر ہان اتنا ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ عقلین دو ہین ایک
عقل صائب اور دوسری عقل معاش یہان عقل صائب سے واسطہ
نہین فقط عقل معاش سے مراد ہے وہی بانی فساد ہے - یہ دونون
آپس مین نقیض رکھتی ہین ایک جگہ جمع نہین ہوسکتی ہین مگر عقلِ
معاش کی معین حرص ہے اس وجہ سے اُسمین قوت زیادہ
ہے تمام ملکِ دل پر اُسنے قبضہ کرلیا ہے - اور بیچاری عقل
صائب کو نکال دیا ہے عقلِ معاش حرص کی مدد سے عقل
صائب پر ہمیشہ غالب رہتی ہے وہ بیچاری صبر و تحمل کی اور یہ دنیا مین
مال اور متاع کی طالب رہتی ہے - ایسے لوگ جو کہ عروسِ
عقل صائب سے ہمکنار ہین ہزار مین فقط دو چار ہین - اُنھین
کی شان مین مسئلہ الشاذ کالمعدوم بجا ہے اگر ایسے
لوگون کو عنقا صفت کہیے تو زیبا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ تمام ابناے
روزگار عقل کے ہاتھ سے خراب ہین گرفتارِ عذاب ہین -

یہی کم بخت اہل دنیا کے دل سے راحت اور آرام کی بیخ کنی
کرتی ہے دوستی کے پردے مین دشمنی کرتی ہے۔ اگر کوئی
شخص فارغ البالی سے پیٹ بھر کے روٹی کھاتا ہے تو
اس کم بخت کو اوسکی اتنی راحت پر بھی رشک آتا ہے۔ دوست بنکے
اُسکو صلاح دیتی ہے کہ کیا کُتّے کی طرح سے نفس پالتا ہے
دن ٹالتا ہے کچھ ایسی تدبیر نکال کہ جس سے مال ہاتھ آئے
عریان تنی کی شکایت جائے۔ جامۂ تن زیب بدن ہو بعد مرنے
کے میسّر کفن ہو۔ آدمی اُسکے کہنے مین آجاتا ہے بقول شخصے
دونے کرنے کی فکر مین اپنے ہاتھ کی پونجی بھی گنواتا ہے۔ کیا
معنی پہلے پیٹ بھر کے روٹی کھاتا تھا اُسمین خوش تھا
اب کپڑا بنوانے کی فکر مین خوشی کافور ہوئی غم کھانے لگا علاوہ
اسکے کپڑے کی تلاش مین محنت اور مشقت کی بلا سر
پر لی دن اس مصیبت سے کاٹا رات اس فکر مین کہ کیونکر

مطلب دلی جلد حاصل ہو تارے گن کے رات بسر کی - خدا خدا کر کے
بعد ہزارون طرح کی محنت او مشقت رنج او رغم کے مطلب بر آیا
یعنی مرد بخت سے رخت لباس میسر آیا - دل کو قرار آیا خوشی سے
پھولنا رہوا - وہ ایک دان چین سے پانون پھیلا کے رات کو سو یا
پھر عقل بد اندیش نے آکے تخم دشمنی بویا کہنے لگی واہ عجب پست ہمت
ہے کہ اتنی راحت غنیمت سمجھا آسائش و آرام کا زیادہ حوصلہ کیا
ارے پیٹ پال کے اور تن ڈھانک کے عمر کاٹی تو دنیا مین کیا
کیا - اگر اسباب ضروری خدمتگار اور سواری نہوئی تو زندگی کا
مزہ کیا - اُٹھ یہ سب سامان بہم پہونچا - پہلے تو اُس بیچارے کو فقط
کپڑے بنانے کی اُدھیڑ بن تھی یا اب اتنی چیزون کے حاصل
کرنے کی دُھن ہوئی - پہلے ایک غم تھا اب اتنی چیزون کی فکر
پڑی پہلی مرتبہ سے دس حصہ زیادہ وحشت بڑھی - وہ خوشی جو
اِس قدر رنج اُٹھا کے حاصل کی تھی اِس فقرے کے ساتھ ہی

چشم زدن مین نقش برآب ہوگئی ساری محنت خراب ہوگئی نعمت خدا کا شکر بھولا پھر ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اُنھین غم و غصہ کی بلاؤن کو سر پر لیا۔ اگر کسی نہ کسی طرح سے یہ سامان بھی عرق ریزی کرکے حاصل کیا تو پھر عقل نے شادی و اولاد کا بقاے نام کے پردے مین چھینٹا دیا۔ اس وجہ سے پھر خوشی دُور ہوئی غم قریب ہوا وہی رنج سابق نصیب ہوا۔ القصہ تمام عمر اسی ننانوے ۹۹ کے پھیر مین سرگردان اور زندگی بھر اسی فکر مین غلطان پیچاپن رکھتی ہے۔ وہ خوشی جو اُسکو میسر ہوتی ہے اُسکو برباد کرکے اور خوشی کے حاصل کرنے کے واسطے دوڑاتی ہے بقول شخصے اپنی آنکھین کھوا کے مداریان سے آنکھین منگواتی ہے۔ نوشِ خوشی کی تلاش مین نیشِ غم کھاکے جب عمر کٹ جاتی ہے اُسوقت یہ اُلٹ پلٹ جاتی ہے۔ اُوس پیرِ روشن ضمیر نے یہان تک شرح اُس شعر کی بیان کی کہ نصف راہ

طے ہوئی آیسا کلام اُسکا پُراثر تھا کہ نیاز مند اُسکے سُننے کیواسطے
سراپا گوش ہوگیا خود فراموش ہوگیا۔ جب یہ کلام قریب اختتام
پہونچا تو پھر مین اُس سے ملتجی ہوا کہ مہربانی کرکے اسی قسم کی
باتین کیے جائیے تاکہ راہ مین جی بہلے فائدہ حاصل ہو اور
آسانی سے تمام آج کی منزل ہو۔ اُسنے حسب استدعا میرے
پھر بات کو طول دیا اور کہنے لگا کہ تائید قولِ سابق اور حُسن
کلام کے لیے تمثیلاً موافق تیری تمنا کے اِسی مضمون کی ایک
کہانی بیان کرتا ہون تراہ مین غم غلط کرنے کا سامان کرتا ہون اگر
بگوشِ ہوش اُسے سُنے گا یقین ہے کہ بہت دن سر دُھنے گا پھر کہنے لگا

حکایت

زمانۂ سابق مین ایک شخص دنیا کی فکر سے نہایت فارغ البال تھا
اگرچہ بے نوا تھا مگر عقلِ صائب کی بدولت دولتِ بےغمی سے مالا مال
تھا عقل صائب اُسکی ہمراز تھی ہر حال مین خوش تھا آسودگی ہردم

اُسکی دمساز تھی - عریان تنی کا غم نہ تھا نانِ جوین کا الم نہ تھا - کمل اُسکے نزدیک بہتر از دوشالہ تھا نہ غم دزد نہ غنیم کا لاتھا ایک روز عقلِ معاش نے موقع پا کے اپنا لشکر مع اپنے رفقا حرص اور بخل فکر و تدبیر وغیرہ کے اُسکے استیصال کے واسطے روانہ کیا آقلیمِ دل پر چڑھائی ہوئی عقلِ صائب شکست کھا کے بیچاری بھاگی غنیم نے اپنا دہان تھانہ کیا صبر و شکر کارپردازان سابق بھی وہان سے معزول ہوئے حرص و ہوس نئے ملازم اُنکے عہدون پر مامور ہوئے ایک دن ہوس نے اُس سادہ لوح کو تنہا پا کے دنیا کے جاہ و جلال سعادت و اقبال کا بہت تذکرہ کیا مال و متاع کا چرچا کیا اثنای کلام مین شاہزادی خوشی کے حسن کی تعریف کی اُسکے خال و خط کی نہایت توصیف کی - اور کہا افسوس ہے کہ آپسا شخص اُسکے وصل سے کامیاب نہو شربتِ دیدار سے سیراب نہو اگر اُسکی ہمنشینی آپ کو میسر نہ آئی قصور معاف ہو تو عرض کرون کہ دنیا مین

آپ نے اپنی عمر مفت گنوائی - ہوس کی اس چرب زبانی سے شعلۂ تمنا ہی تسخیر خوشی اس سادہ لوح کے سر مین بھڑکا دل مانند ماہی بے آب کے بیتاب ہو کے سینے مین پھڑکا - راحت نے منھ موڑا آرام نے ساتھ چھوڑا - خواہش نے صلاح دی کہ اسکی تلاش مین کپڑے پھاڑ کے گھر سے نکل غم نے کہا مین تیرا ساتھ دونگا ابھی چل - اسی کشمکش مین تھا کہ عقل سامنے آئی اسکو بلا کے اس بیچارے نے اپنی حقیقت سنائی - اسنے کہا کہ بس فقط اتنی سی بات کیواسطے تجھکو اتنا ہراس ہے اس قدر بدحواس ہے - خوشی کے پاس تک پہونچنا کیا دشوار ہے ایک ہی حملے مین خدا چاہیگا تو بیڑا پار ہے - ابھی کہو تو ہاتھون ہاتھ تجھکو وہان تک پہونچا دون اس تو گرفتار بلا نے کہا کہ اب تدبیر کرنے مین تاخیر نہ کر میری بیکسی پر ترس کھا جلد درِ دلدار تک پہونچا - عقل نے چند اپنے رفیقون کو کہ جنکے نام ہمت و خواہش و امید و تمنا تھے بلا کے اسکے ساتھ کیا اس کا

اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور سمجھا دیا کہ اسکا ساتھ نہ چھوڑیو کیسی ہی
مشکل پیش آئے مُنھ نہ موڑیو۔ اور اس تازہ اسیرِ دامِ غم سے
کہا کہ اُنکے ہمراہ جا یہ تیرے ساتھ جائینگے سوادِ مُلک دلدار تک
پہونچا ئینگے۔ اگر راہ مین کوئی مشکل پیش آئے تو مجھکو یاد کرنا مین فوراً
آؤن گی تدبیرِ مناسب بتلاؤن گی۔ خدا حافظ کہکے آپ چلی گئی
اُسنے کمرِ ہمت سفر کیواسطے چُست باندھی اور اُسی وقت تلاش مین
شاہزادی خوشی کے روانہ ہوا جو فارغ البالی کہ قدیم سے اسکو
حاصل تھی ابتر اُسکا سارا کارخانہ ہوا۔ چونکہ اسکو کبھی پیادہ پائی
کی نوبت نہ آئی تھی عمر بھر یہ مصیبت نہ اُٹھائی تھی۔ دو ہی کوس
چل کے پاؤن مین چھالے پڑگئے سر پکڑکے بیٹھ گیا دل مضمحل
ہوگیا پہلی ہی منزل پر پہونچنا مشکل ہوگیا۔ ہمت نے کہا واہ
اگر ایکا یہی حال ہے تو درِ دلدار تک پہونچنا محال ہے اُٹھو قدم
آگے بڑھاؤ مردانگی کو کام فرماؤ پیادہ پائی کی تکلیف سے نہ ڈرو

بلائے غم سے منہ نہ چھپاؤ آج اگر مصیبت اٹھاؤگے کل راحت پاؤگے جب خوشی کا وصل حاصل ہوگا اسی وقت یہ سب تکلیف بھول جاؤگے ہمت کی ان طعن آمیز باتون سے وہ بیچارہ دل مین نادم ہوا اگرتا پڑتا آگے بڑھا۔ راہ مین اُس سے پوچھا کہ بھلا یہ تو بتلا کب تک وہان پونہچونگا اُسنے کہا کہ گھبراؤ نہ اگر دم مین دم ہے تو یہ سمجھو کہ منزلِ مقصود دو قدم ہے۔ القصّہ چلتے چلتے ایک روز وہ جان سوز ایک میدان کے پاس پونہچا وہ میدان ایسا فرحت افزا تھا کہ اگر اُسکی تعریف بیان کرون تو کہانی مین طول ہو مطلب جلد نہ حصول ہو۔ تختہ چوکور زمین ہموار تھی سادگی پہ وہان کی بہار گلشن نثار تھی۔ دُوب نے کاہی مخمل کا فرش تمام بچھایا تھا جنگل مین خودرو پھول جابجا اسطرح پھولے تھے کہ گویا زردوز بہار نے کارچوبی کام اُس پر بنایا تھا تھوڑی دیر تک تو وہ غم نصیب فضا اُس صحرا کی دیکھا کیا بعد اُسکے آگے چلا کچھ دُور چل کے

کیا دیکھتا ہے کہ اُس میدان مین عجب تماشا ہے سیکڑون سڑکین
وہان سے شروع ہوئی ہین اور ایک سمت کو سیدھی چلی گئی ہین
کوئی راستہ مُسطح کوئی ناہموار تھا کوئی شُستہ و رُفتہ کسی پر کوڑے کا
انبار تھا۔ ہر ایک سڑک کے سرے پر ایک پھاٹک عظیم الشان لگا تھا
آور دو رویہ اُن سڑکون پر انواع طرح کا سامان مہیّا تھا۔ وہان
پر یہ ٹھٹک کے سوچنے لگا دریاے تفکّر مین غوطہ زن ہوا کہ کس
راہ سے چلون جو در مطلب تک پہونچون۔ اسی شش و پنج مین
کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک پیرزن پُرفن کو آتے دیکھا دل مین
سوچا کہ اِسکے پاس چل کے راستہ پوچھیے اُن سڑکون کا ماجرا
پوچھیے۔ مگر پھر دیکھا تو وہ خود اسی طرف چلی آتی ہے جلدی جلدی
قدم بڑھاتی ہے۔ جب وہ قریب آئی اِسنے جھک کے سلام
کیا ادب سے کلام کیا۔ اُسنے کہا کیون میان کدھر سے آنا ہوا
گھر چھوڑے کتنا زمانہ ہوا۔ اُسنے مجملاً اتنا کہا کہ ہوس سے خوشی

کے حسن کی تعریف سن کے نادیدہ گرفتار بلا ہوا آفت مین مبتلا ہوا۔ پھر عقل کی صلاح سے اُسکی تلاش مین نکلا ہون آج خدا خدا کرکے یہان تک پونہچا ہون اب اِس جگہ پر آکے حیران ہون کہ کدھر جاؤن کون سی راہ اختیار کرون عرصے سے یہان پر کھڑا تھا کوئی آدمی نہ تھا جس سے راستہ پوچھتا اب آپ سے یہ التماس ہے کہ اگر معلوم ہو تو راستہ بتائیے دلدار کا پتہ بتائیے۔ یہ بات وہ پیر زال روبہ خصال سُنکے مسکرائی اور کہنے لگی کہ مین عقل کی جسکا تونے نام لیا چھوٹی بہن ہون میرا نام تدبیر ہے خوشی کی طرف سے ان راستون کی مین داروغہ ہون اور یہ میدان میری جاگیر ہے۔ اس دشت کا نام میدان فکر ہے اور یہ راہین جو تو دیکھتا ہے یہ سب ملکِ آسودگی جہان خوشی کا مسکن ہے گئی ہین عقل جسکو بھیجتی ہے وہ پہلے میرے ہی پاس آتا ہے اپنا حال سُناتا ہے مین اُسکو موافق اُسکی لیاقت کے انہین سے کسی راستے پر لگا دیتی ہون

راہ بتا دیتی ہون - جب وہ ملک آسودگی مین پونہچتا ہے اُسوقت
خوشی کی ہم آغوشی اُسے حصول ہوتی ہے محنت وصول ہوتی
ہے - آ تجھے بھی مین دُو چار راستے دکھاؤن اُنکی کیفیت بتاؤن
یہ کہکے وہ اُسکو اپنے ساتھ ایک پھاٹک کے قریب کہ جسکی سڑک
پر دُو طرفہ ہزارہا طرح کی کتابون کے ڈھیر لگے تھے جابجا مکتب اور
مدرسے تھے لیگئی - دُور سے یہ سب سامان دکھاکے کہنے لگی کہ
اِس راستے کا نام شاہراہِ علم ہے تمام اہل علم و کمال اِس طرف
سے مُلکِ آسودگی کو جاتے ہین قسمت آزماتے ہین - تجھکو
بھی اگر کسی علم مین بہرہ ہو تو یہ راہ لے سیدھا چلا جا آنکھ بند کرلے
کہنے لگا کہ مین تو الف کے نام بے نہین جانتا کتاب سیدھی
اُلٹی نہین پہچانتا - اِس سڑک پر میرا نباہ نہین میرے جانے
کے قابل یہ راہ نہین - وہان سے اُسے دوسرے پھاٹک
پر لائی نئی سیر دکھائی - اُس سڑک پر ہر ایک ولایت سے کے

اسباب کا انبار تھا وہ مقام گویا مصر کا بازار تھا - پوچھا کہ یہ کون
مقام ہے کہا تجارت کی سڑک اسکا نام ہے - جسکی گرہ مین زر
ہے اُس کا راہ سے گذر ہے - کہنے لگا مجھکو تو تمام عمر نہین آیا
زر و پیہ خواب مین بھی مین نے نہین دیکھا اس رستے کو بھی
سلام ہے میرا اس سڑک پر نہین کام ہے آگے بڑھ کے
ایک اور پھاٹک دکھایا وہان نئی طرح کا سامان نظر آیا - تلوارون
کے ڈھیر بندوقون کے انبار تھے اور ہزارون طرح کے ہتیار
تھے - پوچھا اس راستے سے کون جاتے ہین بولی جو میدان
کارزار مین سر کٹاتے ہین - کہنے لگا برائے خدا جلد اس جگہ سے
آگے بڑھو میرا دل دہلتا ہے اس رستے کا نام نہ لو - مختصر یہ کہ اسی
طرح شارع عام دستکاری وراہ چوری وورہ مال مردم خوری
وغیرہ دکھاتی ہوئی اچھے برے کا حال بتاتی ہوئی ایک کھڑکی کے
قریب لائی ایک راہ تنگ تاریک کھائی - کہا اسکا نام کوچۂ محنت سے

جو تو اس راستے سے جائیگا یقین ہے کہ اپنی مراد پائیگا۔ اُسنے
کہا کہ اگر آپکی یہی صلاح ہے تو مین جانے کو تیّار ہون بہرحال
آپکا فرمان بردار ہون۔ یہ کہکے چلنے کا قصد کیا پھر تدبیر نے ٹھہرا کے
اُس سے کہا کہ مجھکو تیری غربت اور بیکسی پر ترس آتا ہے اِس
وجہ سے تجھے سارے نشیب و فراز اس راہ کے بتائے دیتی
ہون پیشتر سے جتائے دیتی ہون اور ایک نصیحت کرتی ہون
اگر یاد رکھیگا تو بہت فائدہ اُٹھائے گا ورنہ عمر بھر پچھتائیگا۔ خبردار
اگر یہان تک مصیبت اُٹھاکے آیا ہے تو اس کو جو محنت کی
سختی بھی جھیل جانا جان پر کھیل جانا کیسی ہی مصیبت پیش آئے
پاؤن پیچھے نہ ہٹانا مُنھ نہ موڑنا دامن صبر ہاتھ سے نہ چھوڑنا
اس گھڑی سے آگے بڑھتے ہی تجھکو ایک گٹھری بار مشقت
کی ملے گی اُس کو سر پر اُٹھا لینا ثابت قدمی کا ہاتھ مین
عصا لینا۔ وہان سے آگے بڑھنا پھر ایک ٹیلہ ملیگا اُسپر چڑھنا

اُس ٹیلے کا نام کوہِ استقلال ہے اگرچہ اُسپر چڑھنا محال ہے مگر
جو وہان پاے ثبات تیرا نہ ڈگا تو پھر آگے کچھ مشکل نہوگی نیچے
اُترتے ہی شہرِ آسودگی مین پہونچ جائے گا اُس وقت اپنی محنت
کا مزا پائے گا۔ جب وہان پہونچیگا تو شاہزادی خوشی خود بخود
تجھکو بُلائے گی اپنے پاس بٹھائیگی پھر چین کا دن آرام کی رات
ہوگی دن عید رات شب برات ہوگی۔ مگر حرص خوشی کی ایک مصاحب
خاص ہے شاہزادی کو اُسکا بہت پاس ہے۔ اگرچہ عقل کی وہ بھی
سگی بہن ہے اور اُسی کی طرف سے شہزادی کے دربار
مین مُعیّن ہے۔ میرے اُسکے چندان اتفاق نہین گو ظاہر
مین کسی طرح کا نفاق نہین۔ لیکن مین تیری بھلائی کیلیے
اُسکی برائی لیتی ہون سب عادتین اِسکی تجھکو بتائے دیتی ہون
میری بات یاد رکھنا اُس سے نہ بہت اتحاد رکھنا۔ وہ انسان
کی جانی دشمن ہے بڑی علامہ وہ پُرفن ہے۔ پادشاہ سے فقیر

تک لاکھون آدمی مین نے اِن راہون سے خوشی کے طالب بھیجے مگر کسی کو دو دن بھی اُسنے جی بھر کے شربتِ دیدار سے نہ سیراب ہونے دیا چار شبین بھی چین سے نہ ہمخواب ہونے دیا۔ ہزارون صاحبِ دولت وہان تک پوہنچے مگر سب کو اُسنے اپنی عیّاری سے عمر بھر للچا للچا کے ہلاک کیا سیکڑون گلرو اُسکے وصل سے کامیاب ہوئے مگر پھر اُنکو چھوڑا کے زندگی بھر خراب کر کے تہِ خاک کیا۔ اگر تو بھی اُسکے کہنے مین آجائیگا تو اُسی طرح اپنی عمر حسرت مین گنوائے گا اور کچھ اِس محنت کا فائدہ نہ پائیگا حاصل کلام یہ اگر حرص سے دُور رہے گا تو خوشی کے وصل سے مسرور رہے گا اور اگر اُسکا کہنا مانے گا تو یہ یاد رکھ کہ پھر اِسیطرح خاک چھانے گا۔ یہ کہہ کے تدبیر رخصت ہوئی وہ آگے بڑھا موافق اُسکے کہنے کے بارِ مشقت سر پر اُٹھالیا چلتے چلتے ایک دن وہ ٹیلہ نظر آیا۔ امید نے کہا۔ لو مبارک ہو جلد اِس

ٹیلے پر چڑھو - اسلئے اُس طرف مسکن حبیب ہے منزل مقصود
یہان سے بہت قریب ہے - پہلے وہ غریب اُسکی بلندی دیکھکر
ہچکچایا مگر خواہش نے دم دلاسا دیکے اُسپر بھی اُس کو چڑھایا -
اُس ٹیلے کا راستہ اس قدر ناہموار تھا کہ دو قدم چلنا اُسپر دشوار
تھا - مگر یہ بیچارہ آفت کا مارا عصاے ثابت قدمی دہنے ہاتھ
مین لیے بایان ہاتھ ہمت کے کندھے پر رکھے اُس نشیب و فراز
پر آہستہ آہستہ چڑھتا اُترتا چلا جاتا تھا اُسپر بھی پاے ثبات
لڑکھڑاتا تھا - چھٹی کا دودھ یاد آتا تھا - امید تعریف کرتی
تھی کہ واہ کیا کار رستمانہ کیا ہے ہمت ڈھارس دیتی تھی کہ
ہان اب کے حملے مین میدان مار لیا ہے - غرض بصد خرابی
یہ دشت نوردبادیہ پیمائی اُس بلندی سے نیچے اُترا اور شہر
آسودگی مین داخل ہوا - جس وقت شہر مین داخل ہوا
خوشی نے سنتے ہی کہ ایک شخص ہمارے واسطے اتنی مصیبت

جھیل کے جان پر کھیل کے آیا ہے فوراً اُسے اپنے پاس بلایا
اور بیا کانہ حُسنِ دل فریب اپنا دکھایا۔ دیکھتے ہی اُسکو یہ بے نصیب
بیہوش ہوگیا خود فراموش ہوگیا مثلِ گل کے پیرہن مین
پھول گیا ساری اگلی پچھلی مصیبت بھول گیا۔ دو دن تک تو عجب
عیش و نشاط مین بسر ہوئی شام راحت کی کمال خوشی سے
سحر ہوئی۔ پھر تو تیسرے دن سے رفتہ رفتہ حرص بھی شریکِ جلسہ
ہونے لگی خفیہ تخمِ جدائی بونے لگی۔ اِس بدنصیب کو اُسکی
صحبت ایسی پسند آئی کہ سب نصیحت تدبیر کی دل سے بھلائی
عقل نے بھی آکے مبارکباد دی اور کہا کہ کیون پھر احسان میرا
نہ مانیے گا کیا کام مین نے کیا ہے کتنا جلدی ساحلِ مراد تک
تجھکو پہونچوا دیا ہے۔ کس قدر پہلے تو بد دل تھا ارے میرے
ذریعے سے یہان تک پہونچنا بھی کچھ مشکل تھا۔ ملکِ آسودگی تو
میرا بسایا ہے شاہزادی کو مین نے گودیون مین کھلایا ہے

جسے مین بھیجون وہ خوشی کے پاس تک پہونچے یہ بھلا کب
ممکن ہے شہزادی کا مکان تو گویا میرا گھر ہے اُس دربار مین میرا
ہی دخل اندر باہر ہے - تدبیر جسنے تجھے رستہ بتایا وہ میری چھوٹی بہن
ہے شہزادی کی خواص حرص باختصاص اُس سے چھوٹی ہے طمع
جسکو خوشی نے متبنّٰی کیا ہے میری پوتی ہے - کہنے لگا واقعی کہان
تک مین آپکا ادا ے شکر کرون کس کس احسان کو کہون - بندہ
فقط آپ ہی کی عنایت سے یہان تک پونہچا ورنہ مجھ بیچارے
بے زر کا کب یہان تک گذر تھا - حرص بول اُٹھی آفرین تیری
سمجھ پر سچ ہے بے زر سے کبھی شہزادی کی صحبت بر آ نہوگی
مفلس سے جی کھول کے ہمیشہ خوشی ہمکنار نہوگی - جو صاحب مال
نہین وہ خوشی کے نزدیک کچھ مال نہین - جسکے پاس جتنا زیادہ
زر ہے اُتنا ہی خوشی کے دل مین اُسکا گھر ہے - اگرچہ مفلس
سے بھی بے دلی سے بات کرتی ہے مگر جتنا زیادہ روپیہ ہو

اُس سے اتنا ہی زیادہ اختلاط کرتی ہے - اِس کلام کے سُنتے
ہی وہ مصیبت زدہ افسردہ ہوگیا زر کے زیادہ کرنے کی خواہش
مین مثل گُل خزان دیدہ پژمردہ ہوگیا - اِس فکر مین پڑا کہ کیونکر
مال زیادہ ہاتھ آئے جو خوشی مجھسے بھی اختلاط بڑھائے عقل
نے کہا کہ اب کیون تو اُداس ہوا کس لیے بدحواس ہوا - ارے
جب تک میرے دم مین دم ہے تو تجھکو کس بات کا غم ہے - اگر
مال و دولت کے زیادہ کرنے کے لیے انتشار ہے تو یہ امر کیا دشوار
ہے - جا چوری کر مال مردم خوری کر تجھ ایسے بے علم اور بے ہنر
کے لیے سر دست یہ ترکیب زیادہ مال ہاتھ آنے کی بہت
مناسب ہے یہ پیشہ اختیار کر اگر بہت روپے کا طالب ہے چونکہ
تدبیر سے اس راہ کی خرابی سُن چکا تھا اس وجہ سے پہلے اُسکو یہ
صلاح پسند نہ آئی مگر آخر کار رفتہ رفتہ حرص نے اس راہ پر بھی اُسکو
لگایا پھر بلا مین پھنسایا چوری کی فکر مین غم سے نزدیک خوشی سے

دور ہوا جو راحت و آرام کہ اتنی محنت سے حاصل کیا تھا اب
حرص کی بدولت کافور ہوا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ایک دن چوری
مین پکڑا گیا فعل بد کے عوض مین سزا پائی عقل معاش و حرص نے
قید خانے کی کوٹھری دکھائی۔ تنہا اُمین اسیر ہوا پابزنجیر ہوا۔ اب برے
وقت کا ساتھی کون ہوتا ہے حرص نے کنارہ کیا عقل نے مُنہ
چھپایا۔ کوئی رفیق جنکی وجہ سے وہ اسیر ہوا بلا مین پڑا ایسے وقت مین
کام نہ آیا۔ مگر اسیر بھی اُس سادہ لوح کو عقل بانی فساد کی دوستی پر ایسا
اعتماد تھا کہ اُسکو الزام نہ دیتا تھا اپنی تقدیر کا گلہ کرتا تھا جب مصیبت جھیلتے
قید خانے مین بہت مُدت گذری تو ایکدن آدھی رات کو سوتے مین
اُسکی آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ ایک ضعیفہ پائین بیٹھی ہے پوچھا کہ تو کون ہے جو ایسے
وقت مین میرے پاس آئی کہا مین تیری قدیم رفیق عقل صایب ہون
تونے مجھے چھوڑ دیا جبھی اِس آفت مین پڑا۔ بہت مجھکو تیری مصیبت پر ترس
آیا آج چھپ چھپ کے تیرے پاس آئی ہون کہ تجھکو اس بلا سے چھڑاؤن

عقلِ معاش اور حرص کی رفاقت کا مزا چکھا دیکھ اُنھوں نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اب بھی سمجھ آ گئی اِس بلا سے چھُٹ گئے اِنکی رفاقت نہ اختیار کرنا اُنکی صلاح پر نہ اعتبار کرنا۔ بولا حقیقت مین تیرا کہنا بجا ہے مگر مین کیا کرون دل پر اختیار نہین بغیر خوشی وصل کے مجھکو قرار نہین۔ اُسکی ہمکناری کی تمنّا نے یہ دن دکھایا اِس بلا مین پھنسایا۔ تاہم اُسی کے وصل کی تمنّا ہے سر مین یہی سودا بھرا ہے کہنے لگی او بیوقوف خوشی کا وصل تو تجھکو ابتدا سے حاصل تھا مگر تو خود عقلِ معاش اور حرص کے ورغلانے سے اُس سے جُدا ہوا۔ اگر جیسی صحبت خوشی کی تجھکو میسر آئی تھی اُسکو غنیمت جانتا عقلِ معاش اور حرص کے کہنے سے ازدیادِ مال اور آسودگی کی فکر مین نہ پڑتا تو پھر خوشی سے کبھی جدا نہوتا۔ اب بھی خیر ہے کہ عقلِ معاش کو پاس نہ آنے دے اور زہرِ صبر و قناعت دے کے حرص کو مار ڈال پھر اپنے دل کی ہوس نکال اِس کلام سے کے

سُنتے ہی اُسکے کان کھُلے کہا یہ خیر خواہ میری سچ کہتی ہے اب جو
اگر اِس بلا سے نجات پاؤن تو حرص سے بدلا لون۔ القصہ جب وہ قید
سے قید چھوٹا تو حرص کو قناعت کا زہر دیکے ہلاک کیا اور
عقلِ معاش کو بھی اپنے قریب آنے دیا جب درمیان مین حرص
دراندازنہ رہی تو خوشی آپ اُسکے پاس چلی آئی جب یہ کہانی
تمام ہوئی نیازمند اپنے مقام پر پہونچ گیا اُس پیرمرد کی لیاقت
کا ادا سے شکر کیا چونکہ ہر ایک فقرہ اِس کہانی کا آبحیات
سے بہتر تھا دل مین نیازمند نے سوچا کہ اِس کہانی کا چھپنا
آپکے میگزین مین بہت مفید ہوگا ہر ایک شخص اِسکو پڑھ کے
مستفید ہوگا بایں نظر آپ کی خدمت مین لکھ کے ارسال
کرتا ہون آگے بجز اشتیاق ملاقات کے اور کیا لکھون فقط

العبد
محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر
مدارس ضلع راے بریلی

مرقومہ ۷ جنوری ۱۸۶۶ء

شکریہ

سرکار ابد قرار حضور فیض گنجور گردون رکاب معلی القاب

ہزہائنیس جناب نواب محمد حامد علیخان صاحب

بہادر دام اللہ اقبالہٗ و حشمتہٗ فرمان روائے ریاست

مصطفےٰ آباد عرف رامپور نے مبلغ تین سو روپیہ

بنابر اشاعت تصانیف و قیام یادگار میر محمد حسین صاحب مرحوم

مرحمت فرمائے ہین۔ اس عطیۂ گران بہا کا شکریہ میر صاحب

مرحوم کے ورثاء بدل و جان ادا کرتے ہین فقط

کانپور۔ اپریل ۹۶ء

خاکسار

ابو الحسن خان

کتب خانہ
کلیۂ جامعۂ عثمانیہ

اعلان

سوانح عمری و دیگر مشہور تصانیف جناب مولوی **میر محمد حسین صاحب** مرحوم و مغفور ایم۔آر۔اے۔سی۔ سابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ کاغذات دیہی و زراعت ممالک مغربی و شمالی و اودھ و ناظم محکمۂ زراعت و تجارت **ہز ہائینس نظام حیدرآباد دکن** کی کتب کی اشاعت و یادگار جناب مرحوم کے قیام کی حمایت و سرپرستی اصحاب مندرجۂ ذیل نے منظور فرمائی ہے۔

جناب مولوی میر اکبر حسین صاحب بہادر ڈسٹرکٹ و سشن جج جونپور۔

جناب نواب محمد اسحٰق خان صاحب بہادر ڈسٹرکٹ و سشن جج مرادآباد۔

جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ فتح پور۔

جناب مولوی محمد رفیق صاحب بہادر سول جج لکھنؤ۔

جناب نواب محمد عبد السلام خان صاحب بہادر سب آرڈینٹ جج سیتاپور۔

جناب مولوی محمد حامد علی خان صاحب بیرسٹرایٹ لا لکھنؤ۔

جناب مولوی محمد نبی اللہ صاحب بیرسٹرایٹ لا لکھنؤ۔

ماہ جون ۱۸۹۴ء مین جو یادداشت مشتہر کی گئی تھی اوسمین خوب جانچ کر تخمینہ درج کیا گیا تھا کہ اس کام کے جاری ہونے کے واسطے کم از کم مبلغ پانچسو روپیہ چاہیے ہونگے۔ اس کام کے اجرا کیواسطے مبلغ تین سو روپیہ سرکار رامپور سے مرحمت ہوئے ہین اس سرمایے سے پہلے کتاب ہذا چھاپ کر مشتہر کیجاتی ہے۔ اسکے فروخت ہونے پر جناب مرحوم کا سفرنامۂ لندن موسومہ بہ **میر محمد حسین مسافر لندن** شائع ہوگا۔ اوسکے فروخت ہونے پر سوانح عمری جناب مرحوم کی چھاپی جائیگی۔

ان کتابونکی فروخت اور جناب مرحوم کے قدر دانون اور دوستونکے عطیہ سے جو سرمایہ جمع ہوگا اوس سے بشرط امکان ایک بورڈنگ ہوس مدرسۃ العلوم علی گڈھ مین تعمیر کراکر جو آمدنی اوس سے ہوگی اوس اور اگر یہ ممکن نہوا تو نقد روپیے کی آمدنی سے کم از کم ایک معقول وظیفہ بنام نہاد جناب مرحوم قائم کرکے اونکے خاندان کی اولاد کی تعلیم کے واسطے وقف کردیا جائیگا۔ **السعی منی والاتمام من اللہ**۔

راقم خاکسار ابوالحسن خان مہتمم سوانح عمری وغیرہ میر محمد حسین صاحب مرحوم

پتہ کمپنی باغ متعلق محکمۂ زراعت کانپور

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔

۱۹۱۲ ۳۳۲

محمد حسین

آئینہ فراست

[illegible]